© rasailojaraid.com

اس کے مصنف کو مفسرین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ مجھے اس تفسیر کا پہلا حصہ لکھنؤ کے ناصریہ کتب خانہ میں مل گیا ہے۔ ہندوستان کے کسی اور کتب خانہ کی فہرست میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ باہر کی فہرستوں میں بھی صرف انڈیا آفس کی اس فہرست میں اس کا نام آتا ہے جس کو آٹو لوتھ صاحب (OTTO LOTH) نے ۱۸۷۷ء میں شائع کیا ہے، مگر وہ بھی پورے یقین کے ساتھ اس کو سید محمد گیسو دراز کی تصنیف نہیں کہتے ہیں۔ اس فہرست کے مطابق مخطوطہ نمبر ۱۰۹، نمبر ۱۱۰ اور نمبر ۱۱۱ غالباً تفسیر ملتقط کے اجزاء ہیں۔ مخطوطہ نمبر ۱۰۹ کے نہ تو مصنف کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی کتاب کا صحیح نام معلوم ہوتا ہے، آخر میں یہ عبارت درج ہے:

"تمت تمام شد ھذا الکتاب الحقائق من تفسیر مسھات (؟)[1]"

فہرست کے مرتب کا خیال ہے کہ "الحقائق" کتاب کا اصل نام نہیں ہے بلکہ اندر کی عبارت ہی سے ماخوذ ہے، اس کے بعد انھوں نے لکھا ہے کہ تفسیر عام طور سے تین عنوانات کے تحت بیان کی گئی ہے۔

(۱) حقائق (۲) لطائف اور (۳) الملتقط۔ یہ نسخہ اٹھارویں سورۃ تک ہے ——— دوسرا مخطوطہ نمبر ۱۱۰ بھی اس تفسیر کی نقل ہے لیکن مخطوطہ نمبر ۱۰۹ کے مقابلہ میں زیادہ خراب حال میں ہے، شروع اور آخر کے اوراق بھی کافی کم ہیں۔ اس کے آخر میں "اجزاء تفسیر ملتقط" لکھا ہے ——— تیسرا مخطوطہ نمبر ۱۱۱ اسی تفسیر کا دوسرا حصہ ہے اور انیسویں سورۃ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں بیچ کا کچھ حصہ غائب ہے۔ اس کے آخر کی عبارت یہ ہے:

"تفسیر ملتقط نصف آخر تصنیف سید محمد حسینی گیسو دار[2]"

اس کا انداز بھی پہلے اور دوسرے مخطوطہ کا سا ہے، یہاں بھی فہرست کے مرتب کو شبہ ہے کہ کتاب کا اصل اور صحیح نام کیا ہے۔ چوں کہ گیسو دراز صحیح نہیں پڑھا جا سکا ہے اس لئے یہ شبہ بھی ہوا ہے کہ یہ کبوذانی بھی ہو سکتا ہے، کبوذان نیشاپور میں ہے۔[3]

مجھے اس تفسیر کا پہلا حصہ جو ناصریہ کتب خانہ لکھنؤ میں ملا ہے اسے اور اس فہرست کو دیکھنے کے بعد یقین ہے کہ یہ سب سید محمد گیسو دراز کی تفسیر ہی کے اجزاء ہیں، کتب خانہ ناصریہ میں جو نسخہ ہے اس کے پہلے صفحہ پر دو مہریں ہیں "الملک للہ" اور دوسری "حامد حسین" شروع کے کچھ صفحات غائب ہیں، عبارت "فقال رب ارنی".

---

[1] یہ لفظ اسی طرح سے لکھا ہے۔ [2] اسی طرح ——— [3] ——— فہرست مرتبہ لوتھ صفحہ ۲۲ نمبر ۱۱۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(سورۂ بقر کے خاتمہ سے ذرا پہلے) سے شروع ہوئی ہے، اور اٹھارویں سورۃ (یعنی سورۂ کہف) کی آیت "قل لو کان البحر مدادا" الخ کی تفسیر پر ختم ہوئی ہے۔ خاتمہ کی عبارت یوں ہے:

"ای لا تنفد معانی کلمات اللہ لانہ لا نہایۃ لہا لان متعلقات القدیم لا نہایۃ لمعلومات الحق سبحانہ ومقدراتہ، تم بعون اللہ الملک الوہاب"

اس طرح سے یہ نسخہ انڈیا آفس کے مخطوطہ ۱۰۹ سے مل جاتا ہے، دونوں ہی اٹھارویں سورۃ تک ہیں، اس نسخہ کا اندازِ بیان بھی وہی ہے جو انڈیا آفس والے نسخہ کا ہے، یعنی حقائق، لطائف اور الملتقط کے عنوانوں کے تحت تفسیر بیان کی ہے۔ مخطوطہ ۱۱۰ کا انداز بھی یہی ہے لیکن وہ زیادہ خراب حالت میں ہے، "آخر میں" اجزاء تفسیر ملتقط" لکھا ہونا بھی میرے دعوے پر ایک دلیل ہے۔ کیوں کہ تفسیر کا یہی نام بتایا جاتا ہے۔ اس طرح سے مخطوطہ ۱۱۱ اسی تفسیر کا دوسرا حصہ ہے جسے فہرست کے مرتب نے خود بھی تسلیم کیا ہے۔ اندازِ بیان کی یکسانیت اور آخر کی عبارت جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اسے سید محمد گیسو دراز کی تصنیف ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

زیرِ نظر نسخہ کا اندازِ بیان انڈیا آفس والے نسخوں کا سا ہی ہے۔ پہلے تو آیت اور اس کی ضروری تشریح بیان کر دیتے ہیں اس کے بعد "الملتقط" کے تحت اس کی مکمل تفسیر ہوتی ہے جس میں الفاظ و معانی پر پوری طرح سے بحث کرتے ہیں، اس کے بعد "حقائق" کے تحت لفظی حقیقت اور معنوی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کہیں کہیں پر اشعار بھی بطور ثبوت کے پیش کرتے ہیں، "لطائف" کے تحت الفاظ یا ان کی تشریح سے متعلق اگر کوئی واقعہ یا قصہ ہوتا ہے تو اسے بیان کرتے ہیں۔

ان کے تفسیری اندازِ بیان کو سمجھنے کے لئے ذیل کی چند عبارتیں کافی ہوں گی،

سورۃ الحجر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تشریح یوں کرتے ہیں:

"سقطت الف الوصل من کتابۃ بسم اللہ ولیس لا سقاطہا سبب وزید فی شکل الباء۔ من بسم اللہ ولیس لزیادتہا علۃ یعلم ان الاثبات والاسقاط بلا علۃ فلم یقبل من قبل لا ستحقاق وعلۃ ولا رد من رد لا ستیجاب وعلۃ فان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قيل العلة فی اسقاط الالف فی بسم الله كثرة الاستعمال فی كتابتها اشكل الباء من بسم الله زيد فی شكلها وكثرة الاستعمال موجود فان قيل للعلة فی زيادة شكل الباء بركة اتصالها ببسم الله اشكل بحذف الف الوصل لان الاتصال فيهما موجود فلم يبق الا ان الاثبات والنفی لهما علة يرفع من يشاء ويمنع من يشاء "

اسی طرح سے سورۃ النحل میں " اَتیٰ اَمْرُ اللهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ " کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے:

" الاستعجال عند عدم السكنة واصحاب السكينة لا استعجال لهم فالواجب على العبد ترك الاستعجال للامور، فاصحاب التوحيد لا يستقبلون شيئاً باختيارهم لانه سقط عنهم الارادات والمطالبات وهم حاصدون تحت جريان تصريف الاقدار فليس لهم ايثار ولا اختيار فلا يستقبلون الامر واذا املوا شيئاً واجزوا الحصول شيئ فلا استعجال لهم بل شأنهم التانی والتثبت والسكون واذا بدا من التقدير حكم فلا استقبال لهم لا يرد عليهم بل يتلقون مفاجاة التقدير بوجه ضاحك ويقبلون ما يبدو من الغيب من الرد والقبول والمنع والفتوح بوصف الرضا ويحمدون الحق على ذالك سبحانه وتعالى "

شہد کا ذکر قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر ہے، اس کی تعریف وتوصیف اور اس کی احادیث کا تذکرہ بھی ملتا ہے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔" فيه شفاء للناس " اس کی تفسیر یہ کی ہے:

" ومعنى قوله فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ على ما عليه ظاهر التفسير العسل انه ادام لطيف لذيذ به يتلذذ المرء ويجد الراحة فی القلب لحلاوته ولاجله يسمى السكر بابی الشفاء وبه يتقوى تركيب النفس ويزيد فی الباءة وغيرها من المنافع وان العسل دواء لكل داء الا انه يدبر فی بعض الامراض بتدبير

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حسن یرکب ویجمہا وفی بعض الاحیان یعطی مغرداً یسکن الصفراء اذا جعلتہ سکنجبناً ویصفی الدم اذا جعلتہ شربۃ بالماء القراح وکذالک یقطع البلغم اذا مزجتہ بالفلفل وغیرہ من الحال وتنفی السوداء اذا اختلط بماء القرع"

غرض اسی طرح سے تمام آیات کی تفسیر کے ساتھ ساتھ ضروری باتوں کی تشریح و توضیح بھی کرتے ہیں۔ اور جو بھی فوائد اس سے نکلتے ہیں ان کو بھی بیان کر دیتے ہیں، یہ تفسیر اپنے انداز کی اچھی ہے، مگر اس میں انھوں نے قرآنی آیات کی توضیحات سے زیادہ الفاظ اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے بحث کی ہے۔

سید محمد گیسو دراز چوں کہ ایک زبردست صوفی بزرگ تھے اس لئے قدرتی طور پر یہ خیال ہوتا تھا کہ ان کی تفسیر میں صوفیانہ رنگ زیادہ ہوگا، لیکن ایسا نہیں ہے بس ایک آدھ جگہ پر اس کی جھلک سی آگئی ہے۔ ورنہ انھوں نے سیدھے سادے انداز میں باتیں بیان کی ہیں جو ایسے لوگوں کے لئے زیادہ کارآمد اور مفید ہیں جن کو زبان سے دل چسپی اور مسائل سے شغف ہے۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ان کے پیرو مرشد نے انھیں علمی کاموں میں زیادہ لگے رہنے کی تاکید کی تھی۔ اس کے مطالعہ سے علمی فائدہ تو یقیناً ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک فہم قرآنی کا تعلق ہے کچھ بہت زیادہ مفید نہیں ہے۔ فنونِ عربی کے مختلف علماء کی کتابوں کے حوالے بھی جا بجا مل جاتے ہیں۔ مثلاً حریری، واسطی اور خازن وغیرہ کی عبارتیں اور اقوال نقل کئے ہیں۔ کسی کسی جگہ پر دوسری تفاسیر کا نام بھی لے لیتے ہیں۔

بہر حال یہ تفسیر اس نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے کہ اس میں ایک عظیم بزرگ کی علمی کاوشوں کا سرمایہ اکٹھا ہے جو اس کی بزرگی کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنی صلاحیتوں اور اعلیٰ دماغی خوبیوں کا ثبوت ہے۔

کتابتِ حدیث

حدیثوں کی ترتیب و تدوین کی تاریخ پر ایک جامع مقالہ

مؤلفہ: مولانا سید منت اللہ شاہ صاحب رحمانی

(سجادہ نشین خانقاہِ رحمانی مونگیر)

قیمت: ۱/۲۵

مکتبۂ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیارِ غرب کے مشاہدات و تاثرات

(۱۰)

سعید احمد اکبر آبادی

لیکن مذہب اور اس کے اہتمام سے متعلق اوپر جو کچھ کہا گیا ہے آپ اگر اُس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بس وہاں سب طرح خیریت ہے تو بے شبہ یہ نتیجہ سر تا سر غلط ہے، نہیں بلکہ جرم کوشی، اخلاقی انحطاط اور معصیت پسندی وہاں بھی ہے اور بعض حیثیتوں سے شدید تر، وہاں چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات بھی ہوتے ہیں اور اغواء و قتل کے بھی، شراب کھلے بندوں پینے کی ممانعت ہے، لیکن جگہ جگہ مے خانے (TAVERN) موجود ہیں، نائٹ کلب ہیں۔ اور خاص خاص ریستوران جنھوں نے دخترِ رز کے رکھنے اور سپلائی کرنے کا لائسنس لے رکھا ہے، شہر میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں، لوگ یہاں جاتے ہیں اور من مانی کرتے ہیں، ایک ایک چیز کو بیان کرنے سے کیا فائدہ؟ مونٹریل کا ایک مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار "دی گزٹ" بھی ہے، یہ روزنامہ ہے، اس کی ۲۴ر اپریل ۶۳ء کی اشاعت میں مونٹریل ڈسٹرکٹ کے خاص سرکاری وکیل کے نائب کلاڈ وگنر کا کناڈا میں جرائم سے متعلق، اسی عنوان سے ایک بیان شائع ہوا تھا۔ ہم ذیل میں پوری خبر کا ترجمہ بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

اخبار لکھتا ہے:

"مسٹر کلاڈ وگنر نے کناڈا میں جرائم کی حالت پر بیان دیتے ہوئے یہ اعلان کر کے سب کو حیرت میں ڈال دیا کہ اب یہ جرائم ہر ایک کا مشغلہ بن گئے ہیں، مسٹر وگنر نے چند الفاظ اُن لوگوں کی نسبت بھی کہے ہیں جو آج کل مونٹریل میں تشدد کی تباہ کن تحریک چلا رہے ہے اور اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سر براہی کر رہے ہیں۔[1] اگر تم تشدد کروگے تو تم کو اُس کے جواب میں تشدد ہی ملے گا۔ میں ان تشدد کے حامیوں کو خبردار کر دینا چاہتا ہوں کہ اگرچہ پانی سر سے اونچا جا چکا ہے، مگر وہ اب بھی باز آجائیں، ورنہ انہیں اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی، اور اُس وقت اُن کا یہ کہنا کوئی فائدہ نہ دے گا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے اُن کے منشا اور قصد و ارادہ کے بغیر ہوا ہے، بہرحال میرا خیال ہے کہ دہشت پسندوں کے خلاف ہماری جنگ بڑی سخت اور صبر آزما جنگ ہوگی، جرائم کے خلاف جنگ کرتے ہیں

آج ملک میں مسلح ڈاکوؤں کے نہایت منظم گروہ موجود ہیں، جو ڈاکہ زنی بطور ایک پیشہ کے اختیار کئے ہوئے ہیں، ان کے پاس ہتیار اور میگزین ایسے عمدہ قسم کے ہیں کہ گویا کے حملہ آوروں کو ان پر رشک آسکتا ہے۔ الکحل اور دوسری ممنوع مشروبات کی ناجائز درآمد و برآمد اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اگر اس کاروبار پر جو نفع ہوتا ہے اُس پر ٹکس لگا دیا جائے تو گورنمنٹ کے بجٹ میں جو خسارہ ہوتا ہے وہ بالکل نہ ہو۔ ایسے بڑے بڑے لوگ یہاں جوا کھیلتے ہیں کہ اگر پبلک کو اُن کے نام بتا دیئے جائیں تو وہ غرق حیرت ہو کر رہ جائیں۔ چوری کرنے والوں کا یہاں باقاعدہ اپنا ایک وسیع نظام قائم ہے، چور کاروں کی چوری کرتے ہی فوراً انہیں اُن پیشہ ور

---

[1] کناڈا میں فرانسیسی اگرچہ اقلیت میں ہیں لیکن کیوبک کے صوبہ میں اُن کی تعداد بہت بڑی ہے اور چونکہ ان لوگوں کو اپنی زبان اور اپنے کلچر کے ساتھ بڑا لگاؤ اور ان کی وجہ سے یک گونہ احساس برتری ہے، اس بنا پر بہت دنوں سے انھوں نے ملک کی تقسیم کی تحریک جاری کر رکھی ہے، اس تحریک میں کبھی کبھی اُبال آجاتا ہے تو جیسا کہ عام طور پر اس طرح کی تحریکوں میں ہوتا ہے یہ لوگ تشدد پر اُتر آتے ہیں اور اِدھر اُدھر بم پھینکنے اور آگ لگنے کے واقعات ہونے لگتے ہیں۔ چنانچہ میرے وہاں کے قیام کے آخری دنوں میں اسی قسم کے واقعات کثرت سے ہو رہے تھے۔ وگنر کے بیان میں "تشدد کی تحریک" سے یہی مراد ہے ملک کی سرکاری زبان انگریزی اور فرانسیسی دونوں ہیں۔ البتہ یونیورسٹیاں اور کالج اُن کا حال یہ ہے کہ کہیں ذریعۂ تعلیم انگریزی ہے تو کہیں فرانسیسی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگوں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں جو اُن کاروں کو کھول کھال اور پُرزے ادل بدل کر کے اُس کی مشین اور شکل وصورت جھٹ پٹ اس طرح بدل دیتے ہیں کہ مالکوں کے لئے اُن کا شناخت کرنا ناممکن ہو جاتا ہے، اس جماعت کا حال ہی میں بڑی تحقیق اور جدوجہد کے بعد سراغ لگا ہے یہ لوگ بڑے ڈھیٹ ہیں اور ان کا دائرۂ عمل وسیع ہوتا جا رہا ہے۔"

علاوہ ازیں یہاں کے سفید فام غلاموں اور عصمت فروش عورتوں کی کہانی اگر بیان کی جائے تو سننے والوں کو بڑا اچنبھا ہوگا۔ مسٹر وگنر نے اپنے بیان کے ختم پر کہا کہ

"حکومت اور پولیس کے مختلف شعبوں کی انتھک اور مسلسل کوششوں کے باعث جو مجرم عدالت میں پیش ہوئے ہیں، میرے علم کے مطابق ان میں کثرت سے ایسے بھی لوگ تھے جو خود ان جرائم کے ارتکاب کے اصل ذمہ دار نہیں تھے، آج جرم کوشی کا فن اس طرح منظم ہوگیا ہے کہ اب وہ ایک عام بڑا مشغلہ بن گیا ہے۔"

خود ہمارے انسٹیٹوٹ میں ٹائپ رائٹر کی چند مہینوں کے فصل سے دو مرتبہ چوری ہوئی اور وہ بھی شب میں نہیں، دن میں جبکہ انسٹیٹوٹ کھلا ہوا تھا اور ہم سب وہاں موجود تھے، ہولڈاپ (HOLD UP) کے واقعات تو اخبار میں آئے دن آتے رہتے تھے، یعنی مسلح ڈاکوؤں کا ایک گروہ اچانک کسی بنک یا دکان پر حملہ آور ہوا۔ دو چار ملازم یا چوکیدار جو وہاں موجود ہوئے ان کو پکڑا باندھا، یا مار پیٹ کے ادھ مرا کیا اور سیف کھول، جو کچھ نقدی ہاتھ لگی اسے لے چمپت ہوئے، اس سلسلہ میں ایک مرتبہ میں نے یہ واقعہ بڑی دلچسپی سے پڑھا کہ اسی طرح کے ڈاکوؤں کا ایک گروہ کسی دکان میں داخل ہوا اور چاہتا تھا کہ آگ لگائے۔ لیکن دکان کے ملازم سے بات کرنے پر انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ دکان انشورڈ نہیں ہوئی ہے تو فوراً دکان کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہونچائے بغیر باہر چلے گئے۔ مونٹریل نہایت حسین، آراستہ وپیراستہ اور منظم شہر ہے۔ لیکن اس کے بعض علاقے ایسے ہیں جن کے متعلق میرے بعض مقامی دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ رات کو نو بجے کے بعد میں ادھر تنہا نہ جاؤں، میرے عزیز دوست حبیب اللہ خاں صاحب نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ مونٹریل میں ایک خاص ہسپتال ہے۔ جہاں بن بیاہی مائیں (UNWED MOTHERS)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس پر اُس کی نظرِ انتخاب پڑجاتی ہے اسے بُلا کر اسٹیج پر بٹھا لیتی ہے اور تصور یہ کرتی ہے کہ وہ شاہ فاروق ہے۔ اور شاہ فاروق کی موجودگی میں رقص کے وقت جو حرکات و سکنات کرتی ہوگی وہ سب بے دھڑک کرتی ہے۔ مجمع ان حرکات پر کبھی قہقہے لگاتا ہے اور کبھی چیرز دیتا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے وہاں قیام کے زمانہ میں اخبارات میں پڑھا کہ کسی پادری نے فوزیہ کے خلاف اس بات کا استغاثہ عدالت میں دائر کیا تھا کہ اُس کا رقص بے حد عُریاں اور مخرب اخلاق ہوتا ہے، اس لئے اسے ممنوع قرار دیا جائے، مقدمہ چلا۔ آخر کئی پیشیوں کے بعد جج نے کہا کہ وہ رقص جو کلب میں ہوتا ہے اسے میں خود دیکھنا چاہتا ہوں۔ فوزیہ جج کے سامنے عدالت میں رقص کرنے پر آمادہ ہوگئی، لیکن یہاں رقص اس انداز سے کیا کہ جج نے دعویٰ خارج کردیا۔

لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے جلنے کی وہاں جو آزادی ہے وہ تو ہے ہی اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہاں فلمی انداز کا ایک ہفتہ وار میگزین شائع ہوتا ہے (اس کا نام اس وقت ذہن سے اُتر رہا ہے) مجھے اس قسم کے میگزینوں سے طبعاً وحشت ہوتی ہے، اس لئے خریدا تو کبھی نہیں، البتہ کسی دوست کے پاس دیکھا تو اُن سے لے کر کبھی کبھار یونہی ایک سرسری نظر ڈال لی۔ تاکہ یہ معلوم رہے کہ اُس میں کس قسم کے مضامین ہوتے ہیں۔ کُل مدتِ قیام میں اس میگزین کو تین چار مرتبہ دیکھنے کی نوبت آئی ہوگی، اور ہر مرتبہ یہ دیکھ کر دُکھ ہوا کہ اُس میں جہاں فلم سٹاروں کی حیاسوز تصویریں، عُریاں افسانے اور مخرب اخلاق داستانیں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔ اس قسم کے اشتہارات بھی کثرت سے ہوتے تھے کہ میں فلاں شہر میں چند ماہ کے لئے بغرض تبدیلیٔ آب و ہوا جارہا ہوں، اس مدت کے لئے مجھے ایک گرل فرینڈ (آنسۂ مونسہ) درکار ہے۔ جس میں یہ یہ خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔ ہر طرح کے اخراجات کے علاوہ اتنے ڈولر ماہانہ نقد بھی دیئے جائیں گے، اس مدت میں اک ساتھ رہنے سے دونوں کو ایک دوسرے کی طبیعت، مزاج اور کردار کا اندازہ ہوجائے گا۔ اگر موافقت ہوئی تو دونوں شادی کرلیں گے ورنہ الگ ہوجائیں گے۔ بعض اشتہارات میں یہی ہوتا تھا کہ میں (مثلاً) نیویارک یا فلاڈلفیا جارہا ہوں۔ کار میں آنا جانا اور دو تین دن وہاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ٹھہرنا ہوگا۔ اس سفر کے لئے ایک رفیقۂ راہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح وہاں مردوں کو گرل فرینڈ کی تلاش ہوتی ہے، اسی طرح لڑکیوں کو بوائے فرینڈ (مردِ ہمدم) کی جستجو ہوتی ہے۔ چنانچہ اشتہارات ان کی طرف سے بھی ہوتے ہیں، لیکن نسبتاً بہت کم!

آپ نے کورٹ شپ کا نام تو سنا ہوگا، لیکن مذکورۂ بالا شکل کورٹ شپ کی نہیں بلکہ درپردہ عصمت فروشی کی ہے، مشرقی ملکوں میں کوٹھے پر بیٹھنے والیوں کا جو کھلے بندوں عام رواج رہا ہے اور بعض ملکوں میں قانوناً اب بھی جائز ہے۔ مغربی ملکوں میں غالباً اس طرح علانیہ عصمت فروشی قانوناً تو جائز نہیں ہے لیکن گندے پانی کی ایک نالی اِدھر بند ہوئی اور دوسری دسیوں نالیاں دوسری طرف کھُل گئیں۔ پہلے اس رسوائے زمانہ کو طوائف یا رنڈی (PROSTITUTE) کہتے تھے مگر اب تہذیب نے اس کا نام سوسائٹی گرل (دوشیزۂ عوام) رکھا ہے۔ پہلے یہ کوٹھوں یا کوٹھریوں میں نظر آتی تھی۔ اب اسے شراب خانوں، ہوٹلوں، یا نائٹ کلبوں میں اور کبھی پارکوں میں جھٹپٹے وقت یا سینماؤں میں شو کے اختتام پر دیکھا جا سکتا ہے۔

بہر حال ابھی اوپر اشتہارات کے سلسلہ میں جس گرل فرینڈ کا ذکر آیا ہے۔ عام طور پر یہ اسی قسم کی گری پڑی اور آبرو باختہ لڑکیاں ہوتی ہیں جو کسی کارخانہ میں، دفتر میں، دکان پر، ریستوران یا کلب میں ملازم ہوتی ہیں اور ضمنی ذریعۂ آمدنی (SIDE BUSINESS) کے طور پر دلجوئی و دل داری (دل ستانی و دلبری نہیں) کا یہ مشغلہ بھی رکھتی ہیں۔ یہ لڑکیاں غیر شادی شدہ ہوتی ہیں، ان کے سرے سے ماں باپ ہی زندہ نہیں ہوتے۔ جو اُن کی نگرانی کریں اور اگر ہوتے ہیں تو دیوث قسم کے! بہر حال یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہاں کی سوسائٹی میں ان لڑکیوں اور ان کے لئے اشتہار دینے والوں کو اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس سے ایشیا میں کسبی اور اُس کے "شائقین" کو دیکھا جاتا ہے۔

رہا کورٹ شپ! تو اس کا ہرگز اس قسم کی اشتہار بازی سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہمارے ہاں جسے منگنی کہتے ہیں مغرب میں اسے ENGAGEMENT یعنی بندھن کہتے ہیں، اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بندھن کے بعد لڑکے اور لڑکی دونوں کو موقع دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات کریں، شام کو ٹہلنے یا سینما وغیرہ جائیں، ساتھ اٹھیں، بیٹھیں اور کھائیں پئیں، لیکن یہ اجازت مطلق نہیں مقید اور عام نہیں خاص ہوتی ہے۔ دونوں کو ایک ساتھ کسی جگہ شب بسر کرنے یا زیادہ دیر تک گھر سے غائب رہنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہر قوم دوسروں کے طور طریق زندگی کو اپنے معیار سے جانچتی اور دیکھتی ہے، اس لئے مشرق کا مذاق کورٹ شپ کو بنظرِ استحسان نہیں دیکھ سکتا اور واقعی بات بھی یہی ہے۔ جہاں

"آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے ۔ ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے"

کا عالم ہو، جہاں نقاب اُٹھنے کے ساتھ لغزشِ قدم کا حادثہ پیش آجانے کا خطرہ رہتا ہو اور جہاں عشقیہ مثنویوں نے سماج کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی ہو کہ پتنگ بازی بھی ایک ذریعۂ نامہ رسانی اور پیروں، فقیروں کے مزارات پر میلے ٹھیلے خلوتیانِ راز کی ملاقات کی بہترین جگہ ہے۔ ظاہر ہے وہاں کے لوگ دو جوان لڑکے اور لڑکی کی مسلسل اور گھنٹوں معیت و یکجائی کو بغیر کسی دغدغہ اور اندیشہ کے کیوں کر گوارا کر سکتے ہیں۔ بہرحال کورٹ شپ میں لڑکے اور لڑکی کو آزادی ہوتی ہے۔ مگر محدود اور مشروط۔ اور اس کے خاص خاص آداب اور قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ لیکن یہ قواعد و ضوابط اور یہ آداب و شرائط کہاں اور کس جگہ نہیں ہوتے؟ اچھے، بُرے، شریف اور رذیل ہر جگہ ہوتے ہیں، کہیں کم کہیں زیادہ! یہاں تھوڑے وہاں بہت! سچ تو یہ ہے کہ جس نظر کو جستجو خوب سے خوب تر کی ہو وہ نہ مشرق میں ٹھہر سکتی ہے اور نہ مغرب میں! حسن اصل میں نام اعتدال کا ہے اور یہاں ایک جگہ افراط ہے تو دوسری جگہ تفریط۔ پس حسن تو مفقود ہی رہا۔

زیں ہمرہانِ سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست

عام زندگی میں ہر شخص دیکھتا ہے مرد عورت کے درمیان کوئی کسی قسم کا باریک سا پردہ بھی حائل نہیں ہے، دفتروں، کارخانوں، دکانوں میں، سڑکوں پر اور بسوں پر، ہر جگہ دونوں ساتھ ساتھ اور دوش بدوش

© rasailojaraid.com